مثنوی

مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ہیں دو دو کیا گیا۔ادب کی اصطلاح میں مسلسل اشعار کے اس مجموعے کو ''مثنوی'' کہتے ہیں جس میں شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔لیکن ہر شعر کا قافیہ الگ ہوتا ہے۔مثنوی کے لیے اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔اردو میں طویل مثنویاں بھی لکھی گئی ہیں اور مختصر بھی۔میر حسنؔ کی ''سحر البیان'' اور دیا شنکر نسیمؔ کی ''گلزارِ نسیم'' طویل مثنویاں ہیں۔نواب مرزا شوقؔ کی ''زہرِ عشق'' نہ بہت طویل ہے نہ مختصر۔حالؔی کی ''مناجاتِ بیوہ'' اور اقبالؔ کا ''ساقی نامہ'' مختصر مثنویاں ہیں۔

طویل مثنویوں میں عام طور پر درج ذیل آٹھ اجزا ہوتے ہیں :

1۔ حمد و مناجات
2۔ نعت
3۔ منقبت
4۔ حاکمِ وقت کی مدح
5۔ اپنی شاعری کی تعریف
6۔ مثنوی لکھنے کا سبب
7۔ قصہ یا واقعہ
8۔ خاتمہ

ضروری نہیں کہ ہر مثنوی میں یہ تمام اجزا موجود ہوں۔موضوعات کے لحاظ سے مثنوی کا دامن بہت وسیع ہے۔

اردو کی قدیم مثنویوں میں زیادہ تر عشقیہ قصّے اور مذہبی و اخلاقی مضامین نظم کیے گئے ہیں۔مثنویوں میں تہذیب و معاشرت کی جھلکیاں بھی ملتی ہیں۔

© NCERT not to be republished

میر تقی میرؔ

(1722 – 1810)

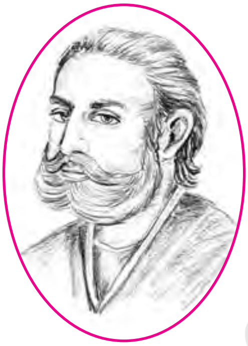

میر تقی میرؔ آگرہ (اکبرآباد) میں پیدا ہوئے۔ وہ دس سال ہی کے تھے کہ ان کے والد محمد علی عرف علی متقی کا انتقال ہو گیا۔ چنانچہ وہ آگرہ سے دہلی منتقل ہو گئے۔ اپنے سوتیلے ماموں اور اُردو کے مشہور شاعر و ادیب سراج الدین علی خانِ آرزوؔ کے ساتھ قیام رہا اور اُن سے علمی و ادبی فیض اُٹھایا۔ دہلی ہی میں ان کی ملاقات سید سعادت علی امروہوی سے ہوئی جنھوں نے میرؔ کو اُردو میں شعر گوئی کی طرف راغب کیا۔ 1782 میں نواب آصف الدولہ کی دعوت پر وہ لکھنؤ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ میرؔ کا انتقال لکھنؤ میں ہوا۔

میرؔ نے بڑی تعداد میں شعر کہے ہیں۔ اُردو میں ان کے چھے دیوان ہیں۔ انھوں نے غزل کے علاوہ بہت اچھی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ ان کی بڑائی کا اعتراف سب نے کیا ہے۔

میرؔ نے مثنویوں میں خیالی قصّوں کے بجائے حقیقی واقعات بیان کیے ہیں۔ کتاب میں شامل اس مثنوی میں میرؔ نے اپنے گھر کی ابتری کا حال بیان کیا ہے۔

© NCERT not to be republished

5286CH16

اپنے گھر کا حال

کیا کہوں میر اپنے گھر کا حال
اس خرابی میں، میں ہوا پامال

چار دیواری سو جگہ سے خم
تر تنک ہو تو سوکھتے ہیں ہم

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ماٹی
آہ! کیا عمر بے مزہ کاٹی

بان جھینگر تمام چاٹ گئے
بھیگ کر بانس پھاٹ پھاٹ گئے

تنکے جاندار ہیں جو بیش و کم
ان پہ چڑیوں کی جنگ ہے باہم

ایک کھینچے ہے چونچ سے کرزور
ایک مکڑی پہ کر رہی ہے زور

بوریا پھیل کر بچھا نہ کبھو
کونے ہی میں کھڑا رہا یک سُو

ڈیوڑھی کی یہ خوبی گھر ایسا
چھپّر اِس چوچلے کا در ایسا

جنس اعلیٰ کوئی کھٹولا کھاٹ
پائے پٹّی رہے ہیں جس کے پھاٹ

کھٹملوں سے سیاہ ہے سو بھی
چین پڑتا نہیں ہے شب کو بھی

شب بچھونا جو میں بچھاتا ہوں
سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں

© NCERT not to be republished

کیڑا ایک ایک پھر مکوڑا ہے
کھانے کو شام ہی سے دوڑا ہے

ایک چٹکی میں ایک چھنگلی پر
اک انگوٹھے پہ ایک انگلی پر

گرچہ بہتوں کو میں مسل مارا
پر مجھے کھٹملوں نے مِل مارا

ملتے راتوں کو گھس گئیں پوریں
ناخنوں کی ہیں لال سب کوریں

ہاتھ تکیہ پہ گہہ بچھونے پر
کبھی چادر کے کونے کونے پر

جھاڑتے جھاڑتے گیا سب بان
ساری کھاٹوں کی چولیں نکلیں ندان

نہ کھٹولا نہ کھاٹ سونے کو
پائے پٹّی لگائے کونے کو

سوتے تنہا نہ بان میں کھٹمل
آنکھ منہ ناک کان میں کھٹمل

اِک ہتیلی میں ایک گھائی میں
سینکڑوں ایک چارپائی میں

ہاتھ کو چین ہو تو کچھ کہیے
کب تلک یوں ٹٹولتے رہیے

یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار
اس میں سی سالہ وہ گری دیوار

ایسے ہوتے ہیں گھر میں تو بیٹھے
جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے

دو طرف سے تھا کتّوں کا رستہ
کاش جنگل میں جاکے میں بستا

ہو گھڑی دو گھڑی تو دھتکاروں
ایک دو کتّے ہوں تو میں ماروں

چار جاتے ہیں چار آتے ہیں
چار عف عف سے مغز کھاتے ہیں

دن کو ہے دھوپ رات کو ہے اوس
خوابِ راحت یہاں سے سو سو کوس

قصّہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں
رات کے وقت گھر میں ہوتا ہوں

نہ اثر بام کا، نہ کچھ در کا
گھر ہے کاہے کا نام ہے گھر کا

(میرؔ)

© NCERT not to be republished

مشق

لفظ ومعنی

پامال	:	روندا ہوا، پاؤں سے ملا ہوا
خم	:	ٹیڑھا
لونی	:	وہ نمکین مٹی جو دیواروں سے جھڑتی ہے
بیش وکم	:	زیادہ کم
تر	:	نم، بھیگا ہوا
کبھو	:	کبھی، کسی وقت
روزِ سیاہ	:	مصیبت کا دن، مصیبت میں مبتلا ہونا
گہہ	:	کبھی
ندان	:	آخرکار
سی سالہ	:	تیس سال کا
دُھتکار	:	لعنت، ملامت
بام	:	چھت
چوچلا	:	نخرا، ادائیں
در	:	دروازہ
جنس	:	چیز
تُنک	:	تھوڑا
بان	:	وہ ڈوری یا رسّی جس سے پلنگ بُنی جاتی ہے
کھٹولا	:	چھوٹی کھاٹ یا چارپائی جس پر بچّے سوتے ہیں

© NCERT not to be republished

سوبھی	:	وہ بھی
عَف عَف	:	کتّوں کے غرّانے کی آواز
راحت	:	آرام،سکون
قصّہ کوتاہ	:	مختصر یہ کہ

سوالات

1۔ 'اس خرابی میں، میں ہوا پامال' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

2۔ مِیؔر نے اپنے گھر میں کھٹملوں کا ذکر کس طرح کیا ہے؟

3۔ شاعر نے گھر کو راستہ کیوں کہا ہے؟

4۔ عف عف سے مَغز کھانے کا کیا مطلب ہے؟

5۔ مِیؔر نے یہ کیوں کہا ہے''گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا'؟

زبان وقواعد

• نیچے لکھے مصرعوں کو مکمل کیجیے:

کیا کہوں میر اپنے گھر کا حال......................................

لونی لگ لگ کے جھڑتی ہے ماٹی......................................

......................................سر پہ روزِ سیاہ لاتا ہوں

یہ جو بارش ہوئی تو آخر کار......................................

......................................جیسے رستے میں کوئی ہو بیٹھے

قصّہ کوتاہ! دن اپنا کھوتا ہوں......................................

......................................گھر ہے کا ہے کا نام ہے گھر کا

© NCERT not to be republished

غور کرنے کی بات

میرؔ کی یہ ایک نہایت دل چسپ مثنوی ہے۔ میرؔ نے اس مثنوی میں اپنے گھر کی بدحالی کو ایک خاص انداز سے بیان کیا ہے۔ اس نظم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تقریباً ہر شعر کے الفاظ ایک دوسرے سے کوئی نہ کوئی مناسبت رکھتے ہیں۔

عملی کام

☆ اس مثنوی کا خلاصہ لکھیے۔

© NCERT not to be republished